(۲) تقریبِ تکمیلِ صحیح بخاری

۱۸/ ستمبر ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ جامعہ کی مسجد کے وسیع صحن میں تقریبِ تکمیل صحیح بخاری کا انعقاد ہوا۔ لاہور بھر سے تشریف لانے والے مہمانانِ گرامی اور مدارس کے اساتذہ کرام کے علاوہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے اساتذہ وانتظامیہ، مجلس التحقیق الاسلامی کے اراکین اور سندِ تکمیل بخاری حاصل کرنے والے طلبا کے والدین نے اس تقریب میں شرکت کی۔ مسجد کا صحن جامعہ کے طلبا اور دیگر سامعین سے بھرا ہوا تھا، اطراف میں آویزاں مختلف شعبہ جات کے تعارفی بینرز عجب سماں پیدا کررہے تھے۔

❊ قاری محمد سلمان صاحب کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ جامعہ کے طالب علم عمرفاروق نے نظم پڑھی۔ اسی روز مغرب سے قبل استخفافِ حدیث کے موضوع پر ہونے والے تقریری مقابلہ میں پہلی پانچ پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلبا کے درمیان فائنل مقابلہ ہوا، ان طلبہ کے خطابات کے لئے آئندہ صفحات میں اس مذاکرہ کی مکمل روداد ملاحظہ کیجئے۔

❊ بعد از نمازِ مغرب قاری عارف بشیر صاحب کی رقت آمیز تلاوت سے تقریبِ بخاری کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

❊ بعدازاں جامعہ ہذا کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس ارشاد فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ ان کے اردگرد سند تکمیل بخاری حاصل کرنے والے طلبا سروں پر سرخ رومال سجائے، صحیح بخاری اپنے سامنے کھولے موجود تھے۔ سامعین کی نظریں علومِ نبوت کے ان حاملین پر مرکوز تھیں جو کچھ روز بعد نبی ﷺ کی وراثت کو اپنے دامن میں سنبھالے، اللہ کے بندوں کو، بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں داخل کرنے کے دشوار گزار سفر پر روانہ ہونے والے تھے۔ آنکھوں کی بینائی سے محروم مگر قرآن وسنت کے نور سے منوردل ودماغ رکھنے والے سبعہ عشرہ کے قاری محمد اجمل صحیح بخاری کی آخری حدیث بمع سند پڑھ رہے تھے۔ قراءت کے حسن سے ہم آغوش ان کی پراثر آواز نے رقت و کیف کا ایک عجیب سماں پیدا کردیا تھا۔ اس کے بعد شیخ الحدیث حفظہ اللہ کے درس کا آغاز ہوا جو نماز عشاء تک جاری رہا۔

حضرت حافظ صاحب ۳۰ برس سے صحیح بخاری کی تدریس فرمارہے ہیں، البتہ کمزوری کے

www.KitaboSunnat.com

سبب کئی سالوں سے آپ نے اختتام بخاری شریف کا درس نہیں دیا، اس بار انتظامیہ کے پرزوراصرار اور طلبہ کی دیرینہ خواہش کی بنا پر آپ نے یہ درس منظور فرمایا۔حضرت حافظ صاحب کے اس درس کو سامعین نے بڑی دلچسپی اور ذوق شوق سے سماعت کیا۔اس درس میں آپ نے صحیح بخاری اور امام بخاریؒ کے بارے میں نادر معلومات کو حسن ترتیب کے ساتھ پیش کرتے ہوئے بخاری کی آخری حدیث کی تفصیلی شرح فرمائی۔ آپ کا خطاب ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

آخری حدیث کی شرح وبسط کے علاوہ آپ کا خطاب ذیل میں پیش خدمت ہے، مکمل خطاب سے استفادہ کے شائقین اس پروگرام کی سی ڈی طلب فرمائیں۔

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی کا درسِ اختتام صحیح بخاری

صحیح بخاری کے عظیم مؤلف کا سلسلہ نسب یوں ہے: ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی۔ آپؒ کے جد امجد بردزبہ مسلمان نہیں ہوسکے تھے، جیسا کہ امام خطیب نے الکفایۃ میں اس کی صراحت کی ہے کہ إنه کان مجوسیا ''یہ مجوسی المسلک تھے۔'' یہ بھی پتہ چلا کہ امام بخاریؒ اصل کے اعتبار سے عربی نہیں بلکہ عجمی تھے بلکہ اُصولِ ستہ کے تمام مصنّفین عجمی ہیں سوائے امام مسلم کے۔☆

امام بخاریؒ کے پڑدادا مغیرہ سب سے پہلے حاکم بخارا یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے، پھر ان کے بیٹے ابراہیم مسلمان ہوئے۔ حافظ ابن حجرؒ ہدی الساری میں فرماتے ہیں کہ مجھے ابراہیم کے حالات کا علم نہ ہوسکا۔ ان کے بیٹے کا نام اسماعیل ہے جو اپنے وقت کے عظیم محدث ہیں۔ آپ امام مالک اور حماد بن سلمہ کے شاگردوں میں سے تھے اور بہت سے عراقیوں نے آپ سے سماع کیا ہے۔امام بخاریؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ ان کے والد بھی محدث اور والدہ بھی عابدہ، زاہدہ اور شب بیدار تھیں۔امام بخاری ابھی صغر سنی میں تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے یتیمی کی حالت میں والدہ کی گود میں پرورش پائی۔امام بخاری جعفی کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب سید الفقہاء والمحدثین ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں امام بخاریؒ کو ان القاب میں یاد کیا ہے:

جبل الحفظ و إمام الدنیا، ثقة الحدیث

''قوتِ حافظہ کے پہاڑ، دنیا بھر کے امام اور حدیث میں پختہ کار''

ابتدائی علم انہوں نے اپنے علاقہ سے ہی حاصل کیا۔ اور آپ کے مشہور اساتذہ میں احمد

☆ 'کیا صحاح ستہ کے مؤلف محدثین عجمی تھے؟' تفصیل کیلئے دیکھئے 'محدث' کا فتنۂ انکار حدیث نمبر، صفحہ ۱۶۸

www.KitaboSunnat.com

بن حنبلؒ، علی بن مدینیؒ، مکی بن ابراہیمؒ، محمد بن یوسف بیکندیؒ اور ابراہیم اشعثؒ ہیں۔
عبد اللہ بن محمد مسندیؒ امام بخاریؒ کے استاد بھی ہیں اور شاگرد بھی، کیونکہ آپؒ کا مشہور مقولہ ہے کہ ''کوئی انسان اس وقت تک محدث کامل نہیں بن سکتا جن تک وہ اپنے سے بڑے اور چھوٹے سے علم حاصل نہ کرلے۔''
علی بن مدینیؒ امام بخاریؒ کے عظیم شیخ ہیں جن کے بارے میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں ''میں نے کبھی اپنے آپ کو کسی کے سامنے چھوٹا نہیں سمجھا لیکن جب علی بن مدینیؒ کے سامنے بیٹھتا ہوں تو میں اپنے آپ کو بچہ ہی سمجھتا ہوں۔'' جب علی بن مدینیؒ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا ''بخاریؒ کی بات کو چھوڑیے اس جیسا تو دنیا جہاں میں کوئی موجود نہیں۔'' اور یہ دعا دی جعلک اللہ زینۃ ہذہ الأمۃ کہ ''اللہ تجھے اس دنیا کی زینت بنائے۔'' اور یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی۔

صحیح بخاری

محمد بن اسمٰعیل البخاری نے اپنی عظیم تالیف صحیح بخاری کو ۲۱۶ یا ۲۱۷ ہجری میں شروع کیا اور اس کا اختتام ۱۶ سال کے عرصہ میں ہوا ہے۔ تالیف کے بعد امام بخاریؒ نے اس عظیم کتاب کو اپنے ان کبار شیوخ پر پیش کیا: امام احمد بن حنبلؒ، علی بن مدینیؒ اور یحیٰی بن معینؒ۔
امام احمدؒ کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا ہے جبکہ علی بن مدینیؒ اور یحیٰی بن معینؒ کا انتقال سن ۲۳۴ھ میں ہوا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ سن ۲۳۴ھ سے پہلے صحیح بخاری مکمل ہو چکی تھی۔ آپؒ نے اپنے ان شیوخ پر جب بخاری کو پیش کیا تو تہذیب التہذیب میں ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ فاستحسنوہ ان تمام محدثین نے اس عظیم کتاب کو بنظر استحسان دیکھا، کوئی شے قابل اعتراض نہ تھی ماسوائے چار احادیث کے لیکن عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ ان چار احادیث میں بھی امام بخاریؒ کا موقف مضبوط تھا۔ یہی کتاب عرفِ عام میں 'بخاری شریف' کے نام سے مشہور ہے۔
کتاب کا مکمل نام ہے: **الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسننه وأیامه** یہ نام ابن حجرؒ نے الہدی الساری میں ذکر کیا ہے جبکہ امام ابن صلاحؒ نے معمولی فرق کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے: **الجامع المختصر المسند من أمور رسول اللہ سننه وأیامه** اُردو زبان میں اس کا ترجمہ یوں سمجھئے کہ ''صورت اور سیرت کے اعتبار سے عکسِ نبویؐ'' کا نام صحیح بخاری ہے۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے کہ اس کتاب کے بعد دنیا میں

www.KitaboSunnat.com

اس جیسی کوئی کتاب تالیف نہ کرسکا اور نہ قیامت تک ایسی کتاب کی تالیف ہو گی کیونکہ اس کی صحت پر اُمت کا اجماع ہوچکا ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے:

مضت الدهور وما أتين بمثله ولقد أتى فعجزن عن نظرائه

"زمانے گزر چکے ہیں لیکن آج تک صحیح بخاری جیسی تالیف معرضِ وجود میں نہیں آسکی۔"

صحیح بخاری کی اسناد ایسی ہیں کہ ان پر بحث کی ضرورت نہیں۔ امام شوکانیؒ بعض ائمہ سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ فکل رواته قد جاوزوا القنطرة وارتفعوا قيل وقال وصاروا أكبر من أن يتكلم فيهم بكلام أو يطعن طاعن أو توهين موهن

بخاری کے راوی تمام پرکھ کے تمام پل پار کر چکے ہیں، اب ان میں طعن و تشنیع کی کوئی گنجائش نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں: "جو شخص بخاری اور مسلم کے راویوں میں کیڑے نکالتا ہے، وہ شخص بدعتی اور مسلمانوں کے طریقہ سے خارج ہے۔"

مشہور مؤلف و مؤرخ امام ابن خلدون فرماتے ہیں کہ شرح صحيح البخاري دين على هذه الامة "صحیح بخاری کی شرح اُمت کے ذمہ قرض ہے۔"

ابوالخیر نے اپنی کتاب التبر المسبوق في ذيل السلوك میں لکھا ہے کہ ابن خلدون فتح الباری کی تالیف سے پہلے وفات پاگئے تھے، فتح الباری کی تالیف کے بعد آج اگر وہ دنیا میں زندہ ہوتے تو لقرت عينه بالوفاء والاستيفاء تو فتح الباری کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں اور وہ خوش ہوجاتے، کیونکہ اس کتاب کے ذریعے اُمت نے اس کی شرح کا حق ادا کردیا ہے۔ حافظ عبداللہ غازی پوریؒ فرماتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ ابن خلدون کا مقصد یہ ہو کہ يزيدك وجهه حسنا إذا ما زرته "بخاری ایسی کتاب ہے جتنی دفعہ آپ اس کا مطالعہ کریں گے نئے نئے نکات سامنے آئیں گے۔"

وہ استاد جس کی زندگی صحیح بخاری کی تدریس کرتے ہوئے گزر گئی، جب وہ صحیح بخاری کو پڑھتا ہے تو ہر سال نئی نئی چیزیں اس کے سامنے آتی ہیں۔ اس عظیم کتاب میں ۹۷ کتابیں اور چار ہزار سے زائد ابواب ہیں اور بخاری میں مختلف ابواب سے ثابت ہونے والے مسائل ۳۰ ہزار سے زیادہ ہیں۔

جس ماحول میں امام صاحب پیدا ہوئے تھے، اس میں طرح طرح کے فتنے موجود تھے۔ اہل رائے کے اقوال پورے ماحول میں منتشر تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قاضی ابویوسف کو

www.KitaboSunnat.com

قربِ سلطانی حاصل تھا۔ چنانچہ جتنے بھی قاضی مقرر ہوتے تھے وہ فقہ حنفی کے پیرو کار ہوتے تھے۔ کسی مذہب کی اشاعت کا یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسی بنا پر ابن حجرؒ نے کہا ہے:

”مذهبان فى مبدء أمرهما انتشر بالدولة والسلطان: الحنفية في المشرق والمالكية في المغرب“ ”دو مذاہب ایسے ہیں جو ابتدا میں حکومت اور اختیارات کے ذریعے پھیلے: مشرق میں حنفی مذہب اور مغرب میں مالکی مذہب۔“

اسی زمانہ میں منکرین تقدیر، منکرین صفاتِ الٰہی اور منکرین عذابِ قبر، معتزلہ، مجسمہ، رافضہ، امامیہ اور خوارج اپنے غلط نظریات کی اشاعت میں کمربستہ تھے۔ اسی ماحول میں امام بخاری نے ۱۶ سال کے عرصہ میں اپنی یہ تالیف مکمل فرمائی اور جملہ فتنوں کا توڑ کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کیا، لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ مخالف کا نام لے کر صحیح بخاری میں اس کی تردید نہیں کی اور ایسا ظرف بھی بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر کتاب الایمان میں تقریباً ۷۰ دلائل کے ساتھ آپ نے مخالفین کی تردید فرمائی ہے: باب المعاصي من أمر الجاهلية لا يكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرك لقول النبي ﷺ لأبي ذر: إنك امرء فيك جاهلية ولقوله تعالى {إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشاء} اس باب سے امام بخاری کا مقصود ان لوگوں کی تردید کرنا ہے جو مرتکبِ کبیرہ کو کافر قرار دیتے ہیں اور وہ ہیں خوارج جبکہ انجامِ کار کے اعتبار سے معتزلہ بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔

دوسرا باب الكفر دون الكفر، اسی طرح الظلم دون الظلم اس باب سے مقصود یہ ہے کہ اطاعت کے ذریعے ایمان میں اضافہ اور معاصی کے ذریعے اس میں کمی ہوتی ہے۔ یہاں ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ معصیت نقصان دہ نہیں ہے اور وہ ہیں مرجئۃ۔ اسی طرح باب ہے {وان طائفتان من المومنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما} فسمّاهم المؤمنين یہاں بھی ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو مرتکبِ کبیرہ کی تکفیر کے قائل ہیں۔ ان تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ صحیح بخاری ایک عظیم خزانہ ہے جس میں تقریباً ۵۵ علوم کو سمو دیا گیا ہے۔ اس سے امام بخاریؒ کی ذہانت وفطانت کا اظہار ہوتا ہے اور اسی بنا پر ان کی اس عظیم تالیف کو اُمت میں عظیم ترین مقام ومرتبہ حاصل ہے۔

بخاری کا مروّجہ نسخہ امام فربری کی روایت سے ہے: محمد بن یوسف بن مطیر بن صالح

www.KitaboSunnat.com

الفربری۔ نسبت ہے مقام 'فربر' کی طرف جو کہ بخارا میں دریائے جیھون کے کنارے پر واقع ہے۔ امام فربری کا سن ولادت ۲۳۱ھ اور وفات ۳۲۰ھ ہے۔ انہوں نے امام بخاری سے صحیح بخاری دو بار پڑھی ہے۔ ایک دفعہ ۲۴۸ھ میں 'فربر' میں اور ایک دفعہ بخارا میں ۲۵۲ھ میں اور اس کے چار سال بعد امام صاحب کا انتقال ہو گیا۔ امام فربریؒ نے کہا کہ اس وقت بخاری کے شاگردوں میں سے روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں تھا، لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے ہدی الساری (مقدمہ فتح الباری) میں فرمایا کہ ابوطلحہ منصور کا انتقال فربری کے ۹سال بعد ہوا ہے اور فربری کا بیان ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کی کل تعداد ۹۰ ہزار ہے اور ان کے اساتذہ کی تعداد ۱۰۸۰ ہے اور ان کے شیوخ کے پانچ طبقات ہیں۔

امام صاحب کے شیوخ میں قدرِ مشترک یہ ہے، جیسا کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے صرف ان اساتذہ سے حدیث لی ہے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ **الایمان قول وعمل ویزید وینقص** اور اسی پر امام صاحب نے کتاب التوحید کی بنیاد رکھی۔ صحیح بخاری کی تین کتابوں کی قدرِ مشترک یہی ہے اور وہ یہ ہیں: کتاب الایمان، کتاب الاعتصام والسنہ اور کتاب التوحید۔ امام صاحب کا بیان ہے کہ ''مجھے یقین ہے کہ قیامت کے روز جب میں اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی کی غیبت کے بارے سوال نہیں کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخاری نے جن راویوں پر جرح کی ہے، وہ خالصتاً روایات کی اصلاح کے نکتہ نظر سے ہے۔

امام بخاری کے مختصر تذکرہ اور صحیح بخاری کی عظمت وفضیلت پر مندرجہ بالا ارشادات کے بعد محترم حافظ صاحب نے صحیح بخاری کی آخری حدیث پر بڑا جامع مانع درس دیا جس میں آپ نے اس حدیث کے مختلف پہلوؤں کو نکھار نکھار کر بیان فرمایا۔ آپ کا یہ درس آپ کے وسعت علم، قوتِ حافظہ اور دلائل کے استحضار میں اپنی مثال آپ تھا۔ صفحات کی قلت کی بنا پر ہم اس درس کی مکمل اشاعت نہ کرنے پر حضرۃ حافظ صاحب اور قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

رئیس الجامعہ حافظ عبد الرحمن مدنی کا خطاب

* نمازِ عشاء کے بعد رئیس الجامعہ مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ انہوں نے دنیا وآخرت کا صحیح تصور، کتاب وسنت کو نظر انداز کرنے کے نتائج، تقلیدی جمود کو ختم کرنے میں شاہ ولی اللہ کی تحریک کے اثرات، فتنۂ استخفافِ حدیث میں تقلیدی جمود کا کردار

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح بخاری کے اُسلوب اور اہمیت ایسے اہم پہلوؤں پر نہایت فکرا نگیز گفتگو کی۔

اُنہوں نے دنیا و آخرت کا تصور واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام دنیا کو چھوڑنے کا نہیں، بلکہ اسے آخرت کی کھیتی بنانے کی ترغیب دیتا ہے، اس حوالہ سے اسلامی تصور یہ ہے کہ دنیا کو تعلیماتِ الٰہی کے مطابق اس طرح ڈھال دو کہ تمہاری آخرت سنور جائے۔

عبداللہ جدعان روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں لوگوں نے ایک تنظیم قائم کی جس کا مقصد رفاہِ عامہ کے کام کرنا، لوگوں کو عدل و انصاف مہیا کرنا اور اُنہیں ظلم سے بچانا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس تنظیم میں شرکت کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھا اور اپنے طرزِ عمل سے بتا دیا کہ دنیا کی بھلائی کے اُمور کو اس طرح انجام دینا کہ وہ آخرت کے لئے زادِ راہ بن سکیں اور اس کے پیچھے توحید اور ایمان کی دولت بھی موجود ہو، یہ مقاصدِ اسلام میں شامل ہے اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ لیکن دنیاوی اور رفاہِ عامہ کے اُمور کے پیچھے اگر ایمان کی متاعِ گراں نہ ہو تو دنیا میں تو اس کا فائدہ ملے گا، لیکن آخرت تاریک ہو گی۔ فرمانِ الٰہی ہے: {مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ} (ہود:۱۵)

محترم مدیر الجامعہ نے یہ بات حضرت شیخ الحدیث کے خطاب کے تناظر میں کہی جس میں کہا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت میزانِ عدل قائم کریں گے، اور اس دن کسی پر ذرہ بھر ظلم نہ ہو گا۔ روزِ قیامت دو کلمے میزان میں بہت بھاری ہوں گے جو زبان پر بہت ہلکے ہیں۔ اس پس منظر میں دنیا و آخرت میں کیسے اعمال کو انسان کو ترجیح دینا چاہئے اور کس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس کے بعد انہوں نے تقریری مقابلہ کے موضوع 'استخفافِ حدیث' کے تناظر میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ فتنۂ انکارِ حدیث یا استخفافِ حدیث کے پس پردہ اصل وجہ یہ کار فرما تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان «ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما: کتاب الله وسنة رسوله» کو نظر انداز کیا گیا، ایسے ہی فقہی جمود کے پیچھے بھی یہی سبب کار فرما تھا۔ اس کے بعد انہوں نے استخفافِ حدیث اور فقہی جمود کو توڑنے میں شاہ ولی اللہ کی فروغِ حدیث کی تحریک نے جو کردار ادا کیا تھا، اس کا اختصار سے تذکرہ کیا۔ اس کے بعد اسی مسند کے جانشین شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ان کے بعد شاہ اسحق دہلوی اور خصوصاً سید نذیر حسین محدث دہلوی جن کی زندگی کا ۵۰ سالہ عرصہ شاہ ولی اللہ کی تحریک کو فروغ دینے میں

www.KitaboSunnat.com

گزرا،ان کی خدمات کا تذکرہ کیااور بتایا کہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے مدرسہ میں حدیث کے علاوہ دیگر علوم بھی پڑھائے جاتے تھے،اسی وجہ سے انہیں شیخ الکل فی الکل کا خطاب ملا تھا اوران کی یہ درس گاہ دارالعلوم دیوبند سے ۲۵ سال پہلے ۱۸۴۲ء میں قائم ہو چکی تھی۔

اُنہوں نے بیان کیا کہ اس تحریک کے نتیجہ میں ایک کشمکش پیدا ہوئی۔ایک طرف یہ مکتبہ فکر تھا کہ فقہی آرا کو کتاب و سنت پر پیش کیا جائے اور جو جو رائے کتاب و سنت کے زیادہ قریب ہو اُسے اختیار کرلیا جائے اور یہی رویہ شاہ صاحب اور ان کے حلقہ احباب کا تھااوران سے پہلے علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اسی نکتہ نظر کی آبیاری کی تھی۔دوسری طرف وہ مکتبہ فکر تھا کہ فقہی جمود بھی ٹوٹنے نہ پائے اور کتاب وسنت بھی ہمارے ہاتھ سے نہ جائے،اس نے کتاب وسنت کو مروّجہ فقہ کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں شروع کر دیں کہ کتاب و سنت حنفی فقہ کے مطابق بن جائے۔لیکن یہ رویہ ان میں سے مخلص لوگوں کو مطمئن نہ کرسکااوراس فکر کے علمبرداروں میں سے بعض نے اپنے اس رویہ کو ضیاعِ حیات کے مترادف قرار دیا، جیسا کہ دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری کا مشہور واقعہ ہے جسے مفتی محمد شفیع صاحب نے بیان کیا ہے۔

مولانامدنی نے کہا کہ بہر حال شاہ ولی اللہ کی تحریک کے ہندوستان پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔اور دیگر اہم فوائد کے ساتھ ساتھ ایک فائدہ یہ ہوا کہ فقہی جمود ٹوٹا اور حدیث کی روشنی عام ہوئی۔اس کے بعد اُنہوں نے ثابت کیا کہ امام بخاریؒ کسی مذہب کے مقلد نہیں، بلکہ وہ خود مجتہد تھے اور صحیح بخاری کے ابواب ان کی فقہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں،نیز فقہی مذاہب کو تو بقول شاہ ولی اللہؒ چوتھی صدی ہجری کے بعد فروغ ملا،جبکہ امام بخاری ۲۵۶ ہجری میں وفات پاگئے تھے۔اور انہوں نے بطور دلیل مولانا انور شاہ کشمیری کا قول بھی نقل کیا، جنہوں نے امام بخاری کو مجتہد تسلیم کیا ہے۔

انہوں نےفقہ کی اہمیت کو تسلیم کرتےہوئے کہا کہ صحیح فکر یہ ہے کہ فقہی آرا کو کتاب وسنت کی نصوص کے سانچے میں رکھ کر گہرے غور و فکر، صحابہ وائمہ اسلاف کے منہج تحقیق اوران کے اُصولوں کی روشنی میں سمجھا جائے اور جو رائے کتاب و سنت کے زیادہ قریب ہو اُسے اختیار کرلیا جائے،امام ابوحنیفہؒ کی یہ بات کہ **لا یجوز لأحد أن یفتی بکلامی حتی یعرف دلیلی** بھی اسی طرف اشارہ کررہی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ درایت کے نام پر پیدا ہونے والے فتنہ میں انحراف کی راہوں کا توڑ حدیث و سیرت کے گہرے مطالعہ سے ہی تلاش کیا

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ آپ صحیح بخاری کو سمجھنے میں اپنی تمام تر مساعی صرف کردیں، ان تمام فتنوں کا حل صحیح بخاری میں موجود ہے۔

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے ۵۵ سے زائد علوم کو سمو دیا ہے اور صحیح بخاری ہمیں وہی اُسلوب عطا کرتی ہے جو بعد میں ابن تیمیہؒ اور شاہ ولی اللہؒ نے متعارف کرایا کہ فقہا محدثین کا انداز اختیار کیا جائے، یعنی فقہ و حدیث دونوں کو اپنے سامنے رکھا جائے اور ابن تیمیہؒ نے اپنے رسالہ 'فی علوم الظاہر والباطن' میں یہی فکر پیش کی ہے۔انہوں نے کہا کہ حیلے فقہ کے نام پر بدنما داغ ہیں اور امام بخاریؒ نے 'کتاب الحیل' کے نام سے ایک مستقل باب قائم کرکے اجتہاد کے نام پر حیلوں کو فروغ دینے کے رویہ کی جابجا تردید کی ہے۔

اس کے بعد اُنہوں نے حدیث و سیرت کا فرق واضح کیا کہ سنت سے مراد وہ راستہ ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی گزاری، اس طریقہ کو جب صحابہ کرام ؓ نے بیان کردیا تو اسے ہی حدیث کا نام دیا گیا، اس لحاظ سے حدیث و سنت میں کوئی فرق نہیں ہے اور سیرت سے مراد وہ اُمور ہیں جو ایک حکمران اور منتظم کی حیثیت سے اس خاص عربی تہذیب کے زیر اثر آپؐ سے صادر ہوئے، مثلاً آپ کا لباس، کھانا، وغیرہ یعنی آپؐ کی وہ شخصی زندگی جسے آپؐ نے بطورِ انسان کے اختیار کیا۔

اس کے بعد ان اداروں کے قیام کی مشکلات اور ان کے مقاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے طلبہ کو خلوص دل سے محنت کرنے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے فاضل ساتھی حافظ ثناء اللہ مدنی ایک چراغِ سحری کی مانند ہیں، لیکن اس ادارہ کو جس محنت سے ہم نے سینچا ہے، اس کا اجر ان شاء اللہ اس کے پاس محفوظ ہے اور ہمیں یہ یقین ہے کہ ہماری محنتیں رائیگاں نہیں جائیں گی۔اس ادارے سے فیض پانے والے طلبہ اسلام کی خدمت میں ضرور اہم کردار ادا کریں گے۔

انہوں نے دل سوز انداز میں طلبہ سے کہا کہ ہم اور آپ آپس میں حقوق وفرائض میں بندھے ہوئے ہیں۔ میرا فرض یہ ہے کہ میں آپ کے لئے بہترین اساتذہ کا انتظام کروں، معیاری انتظامات اور مناسب سہولیات وافر پہنچاؤں جن کی فراہمی میں، میں نے اپنی زندگی صرف کردی ہے اور اپنے علم وذوق کی قربانی دے کر ان اداروں کی خدمت کی ہے۔ میرا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ میرے اور اس ادارے کے حق میں دعاے خیر کریں کہ اللہ اسے تادیر قائم

www.KitaboSunnat.com

ودائم رکھے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اپنی صحت کے لئے انہوں نے طلبہ اور اساتذہ سے دعا کی درخواست کی اور اور اس دعا پر انہوں نے اپنا خطاب ختم کیا کہ اللہ تعالیٰ ادارہ کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور فتنوں کے محفوظ رکھے، اس کی مشکلات کو حل کرے ......

اللهم لا سهل إلا ما جعلته سهلاً وأنت تجعل الحزن إذا شئت سهلاً

* اس کے بعد امسال جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبا کو شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کی طرف سے صحیح بخاری کی سند الاجازۃ عطا کی گئی۔ اُنہیں قیمتی کتب ہدیہ کی گئیں اور جامعہ کی قدیم روایت کے مطابق رئیس الجامعہ نے ان کی دستار بندی کی۔ اس مبارک کام میں شیخین کی معاونت مولانا عبد السلام ملتانی، مولانا محمد رمضان سلفی (رئیس کلیہ الشریعہ)، قاری محمد ابراہیم میر محمدی (رئیس کلیۃ القرآن) اور حافظ حسن مدنی (مدیر مجلس التحقیق الاسلامی) نے کی۔ اس موقع پر شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی نے اپنے ۳۰ سالہ درسِ بخاری میں شریک ہونے والے فاضل طلبہ کو 'سند اجازۃ' دینے کا اعلان کیا اور کہا کہ میرے تمام قدیم طلبہ مجھ سے رابطہ کرکے یہ اسناد حاصل کرسکتے ہیں۔

بعد ازاں مغرب سے قبل ہونے والے تقریری مقابلہ میں شریک طلبہ کو قیمتی کتب کے ساتھ نقدی کے انعامات تقسیم کئے گئے۔ پروگرام کی نظامت حسبِ سابق مرزا عمران حیدر (مدرّس جامعہ ہذا) کررہے تھے۔ پروفیسر مزمل احسن شیخ نے اس موقعہ پر سندِ فضیلت حاصل کرنے والے ۲۴ طلبہ کو آئندہ سال بھر کے لئے جیب خاص سے محدث جاری کرنے کا اعلان کیا، یہی انعام تقریری مقابلہ 'استخفافِ حدیث' میں شرکت کرنے والے ۱۴ طلبہ کو بھی دیا گیا۔

مولانا محمد شفیق مدنی (مدیر ادارۃ المساجد والمشاریع الخیریہ، لاہور اور مدرّس جامعہ ہذا) کی دعا سے یہ مبارک مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

جامعہ کی مذکورہ بالا دونوں تقریبات کا انتظام وانصرام انہی شعبہ جات کے طلبہ نے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں انجام دیا۔ پہلی تقریب یعنی 'تقریب تکمیل عشرہ قراءات' کے منتظم کلیۃ القرآن کے مدیر قاری حافظ حمزہ مدنی تھے جبکہ دوسری 'تقریب تکمیل بخاری' کا انتظام مولانا شفیع طاہر (مدیر کلیۃ الشریعہ) نے مکمل کیا۔ 'تکمیل عشرہ قراءات' امسال ۱۸ طلبہ نے کی، جبکہ تکمیل صحیح بخاری کرنیوالے طلبہ کی تعداد ۲۴ رہی۔ مجموعی طور پر ۴۲ طلبہ نے یہ امتیاز حاصل کیا۔

www.KitaboSunnat.com